مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

اپنے نفسوں کو
تول لو اس سے پہلے کہ
تمہیں تولا جائے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

جلد ۲

۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۸ تا ۱۴ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ

شمارہ ۱۶

خصائل نبوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر و عبدالرحمٰن بن مہدی قالا حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الدباء فاتی بطعام او دعی لہ فجعلت اتتبعہ فاضعہ بین یدیہ لما اعلم انہ یحبہ۔

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو مرغوب تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا آیا، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں تشریف لے گئے (راوی کو شک ہے کہ یہ قصہ کس موقع کا ہے) جس میں کدو تھا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مرغوب ہے اس لئے اس کے قتلے ڈھونڈ کر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیتا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر برتن میں مختلف چیزیں ہوں تو اپنے علاوہ دوسری جانب سے بھی کسی مرغوب چیز کے اٹھا لینے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ ساتھی کو کراہت نہ آئے۔ ڈھونڈ کر پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شوربا زیادہ رکھنے کا معمول تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب بھی فرمائی ہے کہ شوربا زیادہ رکھا کرو کہ پڑوسی بھی منتفع ہو سکے۔

۱۰۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا حفص بن غیاث عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن حکیم بن جابر عن ابیہ قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیت عندہ دباء یقطع فقلت ما ھٰذا قال نکثر بہ طعامنا۔ قال ابو عیسیٰ و جابر ھٰذا ھو جابر بن طارق و یقال ابن ابی طارق وھو رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف لہ الا ھٰذا الحدیث الواحد وابو خالد اسمہ سعد۔

۱۰۔ جابر بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدو کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ اس سے سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔

فائدہ: کدو کے فوائد بھی علماء حدیث نے بہت سے لکھے ہیں اور طب کی کتابوں میں بھی بہت سے منافع لکھے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ عقل کو تیز کرتا ہے دماغ کو قوت دیتا ہے۔

۱۱۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن مالک یقول ان خیاطا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لطعام صنعہ فقال انس فذھبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ ذالک الطعام فقرب الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبزا من شعیر و مرقا فیہ دباء و قدید قال انس فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء حوالی القصعۃ فلم ازل احب الدباء من یومئذ۔

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ (باقی ص ۔ پر)

مجلہ سلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبان، شارجہ دوبئی، اردن اور	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ۶۱۲۶۱

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

خصائل نبوی ۲ حضرت شیخ الحدیث رح
عید الفطر و عید الضحیٰ ۳ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
ابتدائیہ ۵ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
پردہ اٹھتا ہے۔ ۷ مولانا محمد اللہ وسایا
مرزائی سب ایڈیٹر ۱۱
مولانا مرتضیٰ صاحب ۱۳ عطاء الرحمٰن رحمانی خارخیل
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ ۱۹ مولانا ابوالحسن علی ندوی
مسئلہ ختم نبوت ۳۰ علی اصغر چشتی صابری
نظم ۳۲ مسلم غازی

جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۱۶

شعبہ کتابت:۔ حافظ عبدالستار واحد کلی، غلام شبیر جہتم

عید الفطر و عید الاضحیٰ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جس میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہیں، یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لیے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی اور ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ آئے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت بھی شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عید الاضحیٰ ۱۰۔ ذوالحجہ کو۔

۱۰ ذوالحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں امت مسلمہ کے مورث و مورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم واشارہ پاکر اپنے لخت جگر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لیے اللہ کے حضور میں پیش کرکے اور ان کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی بھی وفاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عشق و محبت قربانی کے امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو زندہ وسلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر "اِنِّیْ جاعلك للناس اماماً" کا تاج رکھ دیا تھا اور ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لیے "رسم عاشقی" قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جا سکتا ہے تو امت مسلمہ کے لیے جو ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیلی کی نمائندہ ہے ۱۰ ذوالحجہ کے دن کے مقابلے میں کوئی دوسرا دن اس کا مستحق نہیں ہو سکتا اس لیے دوسری عید ذوالحجہ کو قرار دیا گیا۔ جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا سالانہ حج کا اجتماع اور اس کے مناسک قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اس اور اول درجے کی یادگار ہے اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عید الاضحیٰ کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل ہے۔ اور دوم درجہ کی یادگار ہے۔ بہرحال ان دونوں یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ کی ان خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور امت مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدی

ہفت روزہ ختم نبوت

سلسلہ ابتدا

قادیانی بھڑاس

آج کل قادیانی پارٹی کے سربراہ مرزا طاہر مسلمانوں کے خلاف بھڑاس نکالنے میں مصروف ہیں۔ اس طرح وہ فضا کو مکدر کر رہے ہیں اور یوں خود وہ اپنی جماعت کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ایک عرصے سے جاری ہے۔ ہر خطبہ جمعہ زہریلے بیانات سے پُر اور عالم اسلام کے خلاف ہوتا ہے۔

۱۲ / اگست ۱۹۸۳ء کا خطبہ جمعہ جو قادیانی روزنامہ الفضل نے ۲۴ / اگست کو شائع کیا ہے، حکومت بھی اسے پڑھے اور پاکستان کے مسلمان بھی اس کا تجزیہ کریں کہ ایسی عبارتوں اور ایسی تقاریر سے کیا یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ قادیانی ایک طرف ملک میں ایک اور "تحریک تحفظ ختم نبوت" کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں؟ جب کہ ہماری جماعت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا سے ہمارے زخم ابھی ہرے ہیں۔

کیا قادیانی سربراہ مرزا طاہر اس طرح مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں! اگر وہ ایسا سوچ رہے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ مسلمان تو کبھی کسی کفر کی طاقت کے سامنے جھکے ہی نہیں۔ اس وقت مرزائیوں پر اتنا واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری خاموشی کو کمزوری نہ سمجھو۔ یہ ڈرنے والی جماعت نہیں۔ یہ امت مسلمہ کی ایک نمائندہ جماعت ہے۔ پوری امت کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہیں۔ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے بہادر جرنیل کی تربیت یافتہ جماعت ہے۔ جس نے انگریز جیسے جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے خدام کو مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ جیسے اکابر کا دست شفقت حاصل، بھلا ہم ایک باطل اور مرتد ٹولے سے کیسے مرعوب ہو سکتے ہیں!

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کیسے کی جائے اور پاکستان کی سالمیت کس طرح برقرار رکھی جائے؟ عقیدہ ختم نبوتؐ کی حفاظت کو ہم اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ یہ وہ چنگاری ہے جو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امت مسلمہ کے دلوں میں لگائی ہے۔ یہ آسانی سے بجھنے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کے سدباب کے لئے جان کی قربانیاں پیش کیں۔ کیا ہم اتنے بے غیرت ہو گئے ہیں کہ ایک جھوٹے نبی کے مقابلہ میں اپنا سب قربان نہ کریں۔ "ختم نبوت" کے لئے قربانیاں دینا ہمارے اور امت کے لئے باعث فخر ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک قادیانی مرتد، ڈیٹرائٹ (امریکہ) میں کسی کالے کے ہاتھ قتل ہو جائے نہ معلوم ان کی

آپس میں کیا دشمنی تھی اور پورے عالم کے مسلمانوں کو "بدخواہو" سے مخاطب کر کے دھمکیاں دی جاتیں کہ "بہت جلد اسلام (یعنی قادیانیت) کی فتح کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ لیں گے۔ اور یہ کہا جائے کہ "ہم تبلیغ سے باز نہیں آئیں گے"

یہ دھمکیاں ہمارے لئے نئی نہیں ہے۔ ۱۹۵۳ء میں مرزا محمود بھی دھمکیاں دیا کرتا تھا۔ وہ تو خیر پرانی باتیں ہو چکی ہیں اگر بھول نہیں گئے تو ذرا سابق سربراہ انجماعت مرزا ناصر قادیانی کا وہ خطبہ دوبارہ پڑھ لو جو انہوں نے (آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا" پر تبصرہ کرتے ہوئے) ۱۹۷۳ء کو اپنے بیان میں بھڑاس نکالتے ہوئے اپنے آپ کو "شیر" اور مسلمانوں کو "لومڑی، گیدڑ" کہا تھا اور یہاں تک کہا تھا کہ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" پاکستان تو الحمد اللہ آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا۔ لیکن اس کے ایک سال بعد قادیانیوں کا کیا انجام ہوا اپنے آپ کو "شیر" کہلانے والے پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار پا کر چوہڑے اور چماڑ کی فہرست میں شامل کر دیئے گئے۔ اور اب اس کے اثرات یہ ہیں کہ پوری دنیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھا جا رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ذلیل کیا اور آخرت میں تو ہے ہی ٹھکانا جہنم کا ...... حق اور باطل کا فیصلہ واضح ہو گیا۔

ہم ایک بار پھر مرزائی پارٹی سے کہیں گے کہ بہتر ہو گا ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔ پاکستان مسلمانوں نے بنایا ہے۔ آپ کو اس کے آئین کا احترام کرتے ہوئے۔ قانون کی پابندی کرنی ہوگی اور مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھنا ہو گا ..... ہمارے جذبات کو بر انگیختہ کرنا اچھا نہیں۔

اگر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح افراتفری پھیلا کر ملک کو تباہ کر کے "قادیان" چلے جائیں گے۔ تو یہ بات ان کے لئے خطرناک ثابت ہوگی۔ ہم پاکستان کی آزادی، سالمیت اور اس کے استحکام کو ہر حال میں انشاء اللہ برقرار رکھیں گے۔

رہی قادیانیت کی تبلیغ کا مسئلہ تو ہمارا فیصلہ اٹل ہے کہ کسی حالت میں پاکستان میں ارتداد یعنی قادیانیت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

حکومت سے درخواست کریں گے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لے اور مرزا طاہر کے بیانات پر کڑی نگاہ رکھے کہ وہ کس کے اشارے پر گزشتہ ایک سال سے اشتعال انگیز بیانات دے رہا ہے۔ جب کہ ملک پہلے ہی نازک صورتحال سے دو چار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت اور ملک کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے اور تحفظ باطلہ کی سرکوبی کی ہمت عطا فرمائے۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

بقیہ :- مسئلہ ختم نبوت

ان بزرگوں کے نام لئے ہوں۔ جن میں سے ایک امام محدث جلال الدین السیوطی بھی ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا دستخطی ان کے شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس پایا۔ جو کسی شخص کے نام خط تھا۔ جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی۔ سو امام صاحب اس کے جواب میں لکھا تھا۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک پچھتر مرتبہ بحالت بیداری حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔"

تراشے

قسط نمبر ۲

پردہ اٹھتا ہے

خطیب ربوہ مولانا محمد اللہ وسایا

عید اور قادیانی

الفضل ربوہ ۲۶ / جولائی ۸۳ء صفحہ ۱ پر مرزا طاہر کا بیان چھپا ہے "یہی ایک عید ہو جو دنیا میں منائی جائے اس کے سوا کوئی اور عید باقی نہ رہے"؟

اس کے سیاق و سباق کو پڑھیں موصوف قادیانیوں کو عید کی ہدایات دے رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور عید باقی نہ رہے۔ جو دوست قادیانیت کے کوڈ ورڈ کو سمجھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا طاہر کیا کہنا چاہتے ہیں۔ مرزا ناصر ٹھنڈا آدمی تھا۔ طاہر صاحب اپنے باپ بشیر الدین کی طرح سوائے حکومت کرنے۔ دوسروں کو ختم کرنے کے اور کوئی زبان ہی نہیں جانتے۔ چنانچہ مندرجہ بالا جملہ "یہی ایک عید (قادیانیوں کی) ہو۔ اس کے سوا کوئی اور عید باقی نہ رہے۔ اس کے ان جذبات کا آئینہ دار ہے۔ جو اس کے دل میں موجزن ہیں۔ مگر طاہر صاحب اتنی بات بھی یاد رکھیں کہ "نا" درچہ "خیالیم و فلک درچہ خیال" کے مطابق "بندہ تدبیر کند بندہ تقدیر شہود خندہ" کے مصداق مرزائی مطمئن رہیں۔ کہ وہ جو دن اپنے اقتدار کا دن سمجھتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز اللہ رب العزت کی تقدیر میں وہ دن ان کی موت کا دن ثابت ہو گا۔

احمدی اور مسلم

الفضل ربوہ ۲۶ / جولائی ۸۳ء صفحہ ۳ پر مرزا طاہر نے کہا "جیسا کہ احمدی مسلمان عید منا رہا ہو گا" پوری امت کا اجماع ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔

آئین پاکستان کہتا ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔

مارشل لاء کا عبوری آئین کہ مرزائی کافر ہیں مگر اس کے باوجود مرزا طاہر کہتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں۔ حکومت کی سرد مہری نے مرزا طاہر کو جری کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا یہ تو اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں۔ مگر حکومت کی مجرمانہ خاموشی، کہ ایک مٹھی بھر غیر مسلم اقلیت، آئین پاکستان کا مذاق اڑا رہی ہے۔ آخر کیوں ہے؟

مارشل لاء کے آئین کی خلاف ورزی ہے اگر ذمہ دار سربراہ مملکت توجہ نہیں فرماتے تو اس ملک کا خدا ہی حافظ۔ کہ لوگ اپنے ہی ہاتھوں بنے ہوئے قانون کا اپنے سامنے مذاق برداشت کر رہے ہیں۔

روٹی اور سالن

روز نامہ الفضل ربوہ اشاعت ۳۰ / جولائی ۸۳ء مرزا طاہر صفحہ ۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ میں آگے لوگوں میں تقسیم کر رہا ہوں چنانچہ انبیاء کی فطرت میں یہ بات بدرجہ اولیٰ معلوم ہوتی ہے۔ تبھی حضرت مسیح موعود (مردود) علیہ الصلوٰۃ والسلام (علیہ اللعنۃ الی یوم الدین) کو خدا تعالیٰ نے آسمان سے اترتا ہوا ایک نان دکھایا۔ اور فرمایا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کو دو بلکہ فرمایا ہم تیری فطرت کو جانتے ہیں کہ تو فیض

اپنے لئے اکیلا رکھ لی نہ تھا۔ بلکہ جو نعمت ہم تجھے عطا کرتے
ہیں ان کو تو آگے بانٹ دیتا ہے ؟

اس عبارت ... سب یہ امور ہیں کہ۔

(۱) مرزا صاحب کو صرف نان ملا۔ ساتھ سالن نہ
تھا اس کی وجہ شاید یہ ہو جو سیرت المہدی صہ ۱۳۱
پر ہے۔ بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ (مرزا) صرف
روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے۔ اور
پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کرکے زبان سے چھو
دیا کرتے۔

(۲) مرزا طاہر کہتا ہے۔ نان دے کر یہ کہا تیرے لئے
اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ اور اپنے
ساتھ کے درویشوں کو دے دو اس میں کیا فرق ہے۔
ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں یہ کہنا مقصود ہے کہ اکیلا
ہضم نہ کر جانا۔ اکیلے ڈکار نہ لے لینا بلکہ درویشوں
کو بھی شریک کر لینا کیونکہ غلام احمد قادیانی کی عادت
یہ تھی کہ بار ہا ایسا بھی ہوا کہ آپ کے پاس تحفہ
میں کوئی چیز کھانے کی آئی یا خود کوئی چیز آپ نے ایک
وقت منگوائی۔ پھر اس کا خیال نہ رہا (بے نظیر حافظہ)
اور وہ صندوق میں پڑی پڑی سڑ گئی یا خراب ہو گئی
اور اسے سب کا سب پھینکنا پڑا۔

سیرت المہدی جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۳۵

گویا کہ کھانے پینے کا سامان گل سڑ جاتا تھا۔ ضائع کرنا
پڑتا تھا۔ مگر کسی انسان کو نہ دیتے تھے کسی کے کام نہ آتا تھا۔
سبحان اللہ کیا شان ہے۔ ابتدا ہی سے اس کی فطرتی عادتیں اس
کی بد فطرتی پر ماتم کناں ہیں۔ آگے لکھا ہے کہ یہ دنیا دار
کا کام نہیں۔ کہنا یہ چاہتا ہے کہ پھل صندوق میں رکھ کر بھول
جاتے تھے۔ دنیا دار نہ تھے ورنہ نہ بھولتے۔ جناب پھلوں کو کسی
کو دینے کی بجائے صندوق میں بند کرنا اس سے بڑھکر اور کیا
دنیا داری ہو سکتی ہے۔ اگر درویش تھا تو ذخیرہ کیوں کیا کرتا
تھا ؟ بلکہ یوں کہیئے کہ مت ہی ماری ہوئی تھی۔

(۳) نان کا فیض تقسیم کریں گے۔ مرزا صاحب کو فیض
جو ملے گا اکیلے نہیں رکھیں گے بلکہ تقسیم کر دیں
گے۔ فیض کے تقسیم کی مرزائی وضاحت کر دیں۔ تو
کرم ہو گا۔ ورنہ کوئی آدمی مرزا صاحب کا یہ کشف کہ اللہ تعالیٰ
نے میرے ساتھ قوت رجولیت کی طاقت کا اظہار کیا تھا۔
سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ کیا مرزا صاحب بھی...

قارئین کرام! آپ بھی بالکل ... [illegible]

بلکہ تکلیف کی طاقت ... [illegible] ... مارشل لاء کے زمانہ
میں چھپنے والے لٹریچر میں مرزا طاہر کہتا ہے۔ کہ انبیاء کی فطرت
میں یہ بات بدرجہ اولیٰ موجود ہوتی ہے تبھی حضرت مسیح موعود والا
گویا مرزا غلام احمد کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے آج لٹریچر
شائع کرنے میں حیاء محسوس نہیں کیا جاتا۔ تو مجبوراً ہمیں تصویر
کا دوسرا رخ دکھانا پڑتا ہے کہ جس کو یہ نبی کہتے ہیں وہ نبی
نہیں بلکہ غبی تھا۔

جس کو یہ ظلی کہتے ہیں وہ ظلی نہیں بلکہ شیخ چلی تھا۔
جس کو یہ بروزی کہتے ہیں وہ بروزی نہیں بلکہ موذی تھا۔
جس کو یہ پیغمبر کہتے ہیں وہ پیغمبر نہیں بلکہ کنجر تھا!

اب مرزائی کہیں گے کہ جناب مرزا صاحب کی توہین
کر دی مرزائی ہمیں مجبور سمجھیں کیونکہ یہ رسم بھی مرزا صاحب کی
ڈالی ہوئی ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتے وہ
کنجریوں کی اولاد ہیں (آئینہ کمالات اسلام) تو اگر ہم جواب آں
غزل کے طور پر ان کو کہہ دیں۔ تو اس پر احتجاج چہ معنی دارد
ہم نے صرف مرزا صاحب کو کہا اس کی والدہ کو کچھ نہیں وہ
تو ہماری ماؤں کو بھی کنجریاں کہتا ہے۔ اگر مرزا صاحب کو کنجر کہنا
بد زبانی ہے تو سب سے بڑا بد زبان وہ ہے جو ساری امت کو
کنجریوں کی اولاد کہتا ہے۔

اب دیکھئے کیا فرماتے ہیں تنخواہ داران امت مرزائیہ
بیچ اس قضیہ کے۔

چندہ کا دھندا

روزنامہ الفضل ربوہ کی اشاعت ۳۱ جولائی ۸۳ء
کے آخری صفحہ پر مرزا طاہر کے ارشادات چھپے ہیں کہ "ربوہ

لا چندہ عام اور چندہ خصوصی آمد کراچی کے برابر ہے۔ کراچی کا جوبلی چندہ ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ لیکن ربوہ صد سالہ جوبلی چندہ صرف بیس لاکھ ہے۔ یہ تو کوئی نسبت ہی نہیں‘‘

مرزائی جماعت کا ضمیر ہی چندہ سے اٹھایا گیا ہے۔ چندہ چندہ دن رات چندہ۔ اٹھتے۔ بیٹھتے سوتے جاگتے چندہ۔ مرد و عورت بچے بوڑھے چندہ۔ مردہ۔ زندہ سب چندہ ہی چندہ۔ چندہ کا پھندا مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والوں کے گلے میں ایسا ڈالا ہے کہ اگر اب کوئی شخص ان کو چندہ نہ دے تو جماعت سے چندہ نہ دینے کے باعث اخراج کر دیتے ہیں۔ گویا سب کو چندہ ہے۔ چندہ دو سب اچھا ورنہ چھٹی کرو۔ مہد سے لحد تک چندہ ہی چندہ کا راگ الاپنے والی پارٹی کے سربراہ لکھتے ہیں کہ کراچی کی جماعت نے ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ دیا۔ اور ربوہ والے صرف بیس لاکھ۔ ربوہ بھی آگے بڑھ کر اور ہمت کر کے کراچی کے چندہ کو پہنچ جاتے۔ جناب طاہر صاحب دراصل وجہ یہ ہے کہ دور کے ڈھول سہانے معلوم ہوتے ہیں۔ کراچی والوں کو معلوم ہی نہیں کہ آپ ان کے چندہ پر اٹھے تلے کرتے ہیں۔ اور رائل فیملی کس طرح گل چھرے اڑاتی ہے۔ ربوہ والے آپ کے شاہی اخراجات کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے کراچی والے دور کے ڈھول سہانے کے باعث دیئے جاتے ہیں۔ ربوہ والے آپ کے کرتوت دیکھ کر محتاط ہو گئے ہیں۔

بقیہ :۔ خصائل نبویؐ

دعوت کی میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا۔ اس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جَو کی روٹی اور کدو گوشت کا شوربا پیش کیا۔ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ کے سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرما رہے تھے۔ اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا۔

فائدہ :۔ حضرت انسؓ کی خود بھی دعوت ہوگی یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خادمیت میں چلے گئے ہوں گے۔ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ داعی کو گراں نہ ہو۔ حضرت انسؓ کا یہ ارشاد کہ مجھے اس وقت سے کدو سے رغبت ہوگئی اس محبت کا ثمرہ ہے جو ان حضرات

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور محبت کا مقتضا یہی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پسند ہو اس کی ہر بات دل میں جگہ کرنے والی ہو، جس درجہ کی محبت ہوگی اسی مرتبہ میں محبوب کے اخلاق کے ساتھ شغف ہوگا، لیکن اللہ کی شان ہے کہ آج حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے دعویداروں کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسی صورت بنانا بھی پسند نہیں،

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا ۔

’’کاروانِ ختم نبوّۃ‘‘

اس عنوان کے تحت ملک بھر سے موصول ہونے والی جماعتی سرگرمیوں پر مشتمل رپورٹوں کو مرتب کر کے شائع کیا جاتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغین اور ذیلی شاخوں کے عہدیداروں سے گذارش ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں پر مشتمل ہر ہفتہ ایک رپورٹ مختصر مگر جامع لکھ کر ہمیں روانہ کریں تاکہ قارئین کو جماعتی سرگرمیوں کا پتہ چل سکے۔

مدیر مسئول

بقیہ :- مرزائی سب ایڈیٹر

شیخ ملتان کے قلم سے ایک مراسلہ شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مولانا عبد القادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور کو نماز عید پڑھانی بھی نہیں آتی اور انہوں نے دو تکبیریں زائد کہی تھیں۔ یہ واقعہ سرا سر جھوٹا ہے۔ میں خود عید کی نماز میں شریک تھا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ مولانا عبد القادر آزاد ایک پکے ہوئے عالم دین اور بہترین خطیب ہیں۔ ان کی قابلیت اور علم دین مسلّمہ ہے۔ چونکہ وہ مرزائیت کے بخیئے ادھیڑتے رہتے ہیں اس لئے روز نامہ پاکستان ٹائمز کے مراسلات کے کالم میں ان کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔

۱۰
بسم اللہ الرحمن الرحیم
سانیو
SANYO
ایئرکنڈیشنرز۔ ریفریجریٹرز اور فریزرز
نو فراسٹ ریفریجریٹرز
نمایاں خصوصیات کے ساتھ
دو دروازے اندرونی تالے کے ساتھ
اشیاء کے ذخیرہ کرنے کی زیادہ گنجائش۔
نکاسی کے نظام کے ساتھ ایک نئی خصوصیت
دروازہ پر اٹیچ بلٹ لائٹ۔
ایک سال کی مفت سروس اور
چیسٹ (اپ رائٹ فریزر)
ایئرکنڈیشنرز
بے آواز کارکردگی۔ سروس میں اعلیٰ
کی ہوتی جاتی
سانیو
کے تمام منظور شدہ ڈیلروں سے دستیاب
پاکستان میں تیار کردہ/اسمبل کردہ
کرم فرما خصوصی توجہ فرمائیں:
مذکورہ مصنوعات خریدتے وقت ورلڈ وائیڈ کمپنی کی جاری کردہ پانچ سالہ گارنٹی ضرور حاصل
کریں تاکہ سروس بعد از فروخت کی مفت سہولت سے فائدہ اٹھا سکے۔
پاکستان میں سانیو کی تمام مصنوعات کے سول ایجنٹس:
ورلڈ وائیڈ ٹریڈنگ کمپنی
(سانیو سینٹر) گارڈن روڈ۔ صدر۔ کراچی فون: (پی اے بی ایکس) ۵۵ ۔ ۵۲۵۱۵۱ (پانچ لائنیں)
"WORLDBEST"
ٹیلیکس: 28109 WWTCO PK
784/WW-110/83

ایڈیٹر کے نام

مرزائی سب ایڈیٹر کو نکالا جائے

ایڈیٹر کا مراسلہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور کے شعبہ "مراسلات" کے انچارج سب ایڈیٹر ایک مرزائی سب جن کا نام مسٹر جعفری ہے۔ اپنے کالم مراسلات یعنی (LETTERS To THE EDITOR) میں وہ اکثر خطوط لکھتے رہتے ہیں۔ جن سے یہ ظاہر ہو کہ بنی اسرائیل نے فلسطین سے کشمیر کی طرف ہجرت کی تھی۔ نیز حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی ان ایام میں سرزمین فلسطین سے کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ ان کا مزار محلّہ خانیار سری نگر کشمیر میں اب بھی موجود ہے اگرچہ کشمیریوں نے اسے حضرت یوزآصف کے نام سے منسوب کر رکھا ہے مگر دراصل یہ مزار حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کتاب لکھی تھی "یسوع مسیح ہندوستان میں" اس کا ترجمہ چند سالوں بعد خواجہ کمال الدین کے صاحبزادے، خواجہ نذیر احمد بار۔ ایٹ لاء نے انگریزی زبان میں کیا تھا اور اس کتاب کا نام رکھا (JESUS IN HEAVEN ON EARTH HEAVEN). یعنی یسوع مسیح اوپر کے آسمان میں (HEAVEN میں) نہیں ہے بلکہ زمین کے HEVEN یعنی جنّت ارضی (کشمیر) میں دفن ہے۔ یہ عقیدہ جمیع المسلمین کے عقیدہ کے برخلاف تھا۔ مگر جرأت ملاحظہ ہو مسٹر جعفری صاحب سب ایڈیٹر پاکستان ٹائمز کی کہ مراسلہ پہ مراسلہ دیئے جا رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سری نگر کشمیر میں دفن ہیں.....

ماہ مئی میں اسی موضوع پر دو مراسلے شائع ہوئے۔ ماہ جون میں چار مراسلے اور ماہ جولائی میں تین مراسلے اسی موضوع پر روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور کے "لیٹرز ٹو دی ایڈیٹر" کالم میں شائع ہو چکے ہیں۔ حیرانگی ہے کہ اس سب ایڈیٹر کو کوئی چیک نہیں کرتا۔ چیف ایڈیٹر جناب مقبول شریف صاحب بھی سوئے ہوئے ہیں اور یہ خاموش پراپیگنڈا جاری و ساری ہے اور کالجوں کے طلباء تھرڈ ایئر فورتھ ایئر۔ ففتھ ایئر کے اذہان کو مسموم کر رہا ہے۔ اور وہ مرزائی عقیدہ کے حامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ابھی حال ہی میں ۲۰ جولائی کی اشاعت میں جعفری صاحب نے "حضرت موسیٰ کے مزار" کے عنوان سے ایک مراسلہ شائع کیا ہے جو کہ ایک مرزائی محمود احمد۔ گلبرگ لاہور کے قلم سے ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کا مزار بھی کشمیر میں واقع ہے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ سرور کائنات۔ فخر موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تو احادیث میں بیان دیں کہ میں نے اپنے سفر معراج کے دوران بیت المقدس کے قریب حضرت موسیٰ کا مزار دیکھا۔ وہ اپنی قبر ہی میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ بعد میں انہیں آسمان پر بھی دیکھا اور ان سے وہاں باتیں بھی ہوئیں۔ یعنی ابو داؤد کی حدیث کے مطابق اور تفسیر ابن کثیر کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار بیت المقدس میں

ہے ۔ مگر جعفری صاحب پراپیگنڈا پر پراپیگنڈا کئے جا رہے ہیں کہ نہیں ! یہ مزار بھی کشمیر میں سری نگر کے قریب واقع ہے ۔ یعنی حضرت عیسٰی بھی کشمیر میں دفن ہیں اور حضرت موسٰی بھی اسی سرزمین میں دفن ہیں ۔

؎ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

کیا نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیئرمین صاحب کے فرائض میں یہ بات داخل نہیں کہ مرزائی سب ایڈیٹر کو اس اہم ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا جائے ! کیا راجہ ظفر الحق صاحب وزیر اطلاعات و نشریات کے فرائض میں یہ بات داخل نہیں کہ وہ روز نامہ پاکستان ٹائمز لاہور کے مراسلات کے کالم کا جائزہ لیں اور اس پر کڑی نظر رکھیں ! کیا غیر مسلم سب ایڈیٹر (مرزائی) کو اور کوئی ڈیوٹی سونپی نہیں جا سکتی ہے ؟

ادھر میگزین سیکشن پاکستان ٹائمز لاہور میں مشہور عالم مرزائی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کے مقالات پر مبنی طبیعیات اور ریاضی اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں اور ایڈیٹر پاکستان ٹائمز کی طرف سے ان کو پیش بہا خراج عقیدت بھی چیک کی شکل میں ادا ہوتا ہے ۔ یہاں تک تو ہمارے لئے شاید قابل برداشت تھا ۔ مگر اب "مراسلات" کے کالم جو مراسلے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے مزارات کے متعلق (سری نگر ۔ کشمیر) نکل رہے ہیں ۔ ان میں ربوہ کے خلیفہ کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے ۔ یہ مراسلے پاکستان کے مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں ۔ کہاں سری نگر (کشمیر) اور کہاں حضرت عیسٰیؑ اور حضرت موسٰیؑ کے مزارات ۔ راجہ ظفر الحق صاحب وزیر اطلاعات کو غالباً معلوم ہی نہیں کہ پاکستان ٹائمز لاہور میں کیا سے کیا ہو رہا ہے اور انگریزی داں طبقہ میں کس طرح خاموشی سے مرزائیت کے جراثیم آہستہ آہستہ (SLOW POLICY) پھیلائے جا رہے ہیں ۔ خدارا اس طرف توجہ دیجئے !

ابھی حال ہی میں اسی مرزائی سب ایڈیٹر نے پاکستان ٹائمز لاہور کی اشاعت محررہ ۲۴ ، جولائی میں ایک مرزائی طاہر لطیف

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

ختم نبوت کانفرنس ربوہ

دوسری سالانہ آل پاکستان

۲۷/۲۸ اکتوبر جمعرات، جمعہ

قادیانی اسلام دشمنی میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو گرونانک سے تشبیہ دے کر پوری امت محمدیہ کے قلوب و جگر کو زخمی کیا ان کی شوخ چشمی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے اسلم قریشی کو اغواء قتل کرنے کا بھیانک جرم کر کے پوری امت کی غیرت کو للکارا ۔

امت محمدیہ کا اب کیا کردار ہونا چاہیئے ۔ عرب و عجم کے دینی ۔ مذہبی رہنما اسلامیان پاکستان کے سامنے اپنا نقطۂ نظر پیش کریں گے ۔ ابھی سے تیاری شروع کردیں خود شریک ہوں اوروں کو آمادہ کریں ۔

ربوہ فون	۴۶۶
ملتان	۲۶۳۳۸
کراچی	۲۱۶۷۱

رابطہ کیلئے :۔ عزیز الرحمٰن جالندھری آفس سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب

چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ

عطاء الرحمٰن رحمانی خانوخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

ولادت ونسب

آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ کے لگ بھگ ہوئی۔

آپ کے والد حکیم سید بنیاد علی قصبہ چاند پور ضلع بجنور کے مشہور اور حاذق طبیب تھے۔ آپ کے اجداد میں عارف باللہ شیخ طریقت اور صاحب کرامات جناب سید عارف علی شاہ صاحب تھے۔ جن کا سلسلۂ نسب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔

تعلیم

آپ درس نظامی کی تکمیل کے لئے ۱۲۹۵ھ میں دارالعلوم دیو بند میں داخل ہوئے۔ آپ ہمیشہ اپنی جماعت میں اعلیٰ و امتیازی نمبر حاصل کرتے رہے۔ آپ کے جلیل القدر اور ممتاز اساتذہ میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا محمد محمودؒ، حضرت شیخ الہندؒ، مولانا ذوالفقار علیؒ، مولانا منفعت علیؒ شامل تھے۔ دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہ کر مکرر دورۂ حدیث پڑھا اور فیض صحبت حاصل کیا فن معقولات میں تکمیل کمال کی غرض سے معقولات کے نامور اور مشہور استاد مولانا احمد حسین صاحبؒ کانپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معقولات کی اعلیٰ کتب پڑھ کر اس فن میں مہارت تامہ حاصل کی۔

مراجعت وطن

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن چاندپور واپس آگئے اور اپنے والد کے مطب میں مشغول ہو کر تشخیص امراض و تجویز نسخہ جات و فن دوا سازی میں بدرجہ کمال عبور حاصل کیا۔ اب آپ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر و حاذق طبیب بھی تھے۔

تدریس

اسی زمانہ میں مولانا منور علی صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکیؒ نے دربھنگہ کے قریب مدرسہ امدادیہ قائم کیا اور حضرت تھانویؒ سے ایک قابل مدرس کی فرمائش کی۔ حضرت تھانوی کی فرمائش پر آپ طبی شغل چھوڑ کر دربھنگہ تشریف لے گئے اور وہاں علمی درس میں مصروف ہو گئے۔ ایک زمانہ تک وہیں صدر مدرس رہے۔ پھر کچھ عرصہ مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں صدر مدرس رہے۔ ۱۹۲۰ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا سے واپسی پر پھر دارالعلوم دیو بند میں واپس آنیکا حکم دیا اور حضرت حافظ محمد احمد صاحبؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ نے غیر معمولی اصرار فرمایا۔ چنانچہ آپ دارالعلوم دیو بند تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کو ناظم تعلیمات مقرر کر دیا گیا۔ ساتھ ہی سلسلہ تدریس بھی جاری رہا۔

بیعت وارشاد

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی سے بیعت ہوئے اور حضرت شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر تعلیم و تربیت مستفیض ہوئے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے انتقال کے بعد حضرت گنگوہیؒ سے

جمعیت کی اور مکرر حدیث پڑھی اور تعلیم و تربیت و ارشاد سے ایک عرصہ تک مستفیض ہوتے رہے۔ زمانۂ قیام کا پور اکثر مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے۔ حضرت گنگوہیؒ کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کی طرف رجوع کیا۔ پھر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کی سرپرستی میں زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ کو سرپرست و مربی بنایا۔ حضرت مونگیریؒ کے بعد آپ نے اپنا بزرگ و سرپرست حضرت تھانویؒ کو بنا لیا۔ باوجودیکہ حضرت تھانویؒ آپ کے ہم عصر تھے اور دونوں حضرات نے ایک ہی اساتذہ سے استفادہ کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت تھانویؒ سے آپ کو تعلق اور عقیدت ایسی ہی تھی جیسے اکابر و اسلاف سے تھی۔

حج بیت اللہ

فراغت علوم کے بعد جب آپ اپنے والد کے پاس طبی مشغلہ میں مصروف تھے۔ اسی زمانہ میں حکیم بنیاد علی صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب مہاجر مکیؒ بقید حیات تھے۔ حکیم صاحب کو حضرت حاجی صاحب سے بے حد عقیدت تھی اور حضرت حاجی صاحب کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا۔ حکیم صاحب نے مع مولانا چاند پوریؒ حج کی سعادت حاصل کی اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحبؒ کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔ بعد فراغت حج حکیم صاحب کا مدینہ منورہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ صاحبزادگان کو حکیم صاحب کی جدائی کا بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت حاجی صاحب مہاجر مکیؒ نے دونوں کی سرپرستی فرمائی اور ان کو تسلی و تشفی دیتے رہے۔ دوسری مرتبہ جب مولانا چاندپوریؒ حج کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو وہاں سے کتب علمیہ کا کافی ذخیرہ خرید کر لائے تھے۔ تیسری مرتبہ آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کی رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں مخصوص رفقا شامل تھے۔ جب فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو کچھ عرصہ قیام کے بعد مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ اور دیگر رفقاء کو حضرت شیخ الہندؒ نے واپسی وطن کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ اس سفر حج کے متعلق حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مولانا مرحوم (شیخ الہندؒ) نے حسنِ انتظام کے لئے ابتداء ہی سے مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کو امیر قافلہ بنا دیا تھا۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف کو انتظام سے خاص دلچسپی ہے اور منجملہ دیگر کمالات کے اس میں بھی ان کو خاص کمال ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے ہر قسم کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا تھا اور جملہ خدمات نوبت بنوبت انجام پاتی تھیں۔ چونکہ تمام رفقاء اہل علم اور ایک مذاق کے تھے۔ اس لئے نہایت خوش اسلوبی سے یہ سفر فرحت و سرور کے ساتھ طے ہوا۔ (سفر نامہ شیخ الہندؒ ص۲۵)

دعوت و تبلیغ

مولانا چاندپوریؒ اپنے دور کے مشہور و مقبول مقرر تھے۔ ملک اطراف و اکناف کا کوئی بھی حصہ ایسا نہ ہوگا جو آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید نہ ہوا ہو۔ آپ کو فن تقریر میں ملکہ تامہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وعظ سے قبل دل میں کوئی مضمون نہیں ہوتا ہے۔ خطبہ پڑھنے کے بعد بھی جو مضمون اس وقت ذہن میں آتا ہے۔ اسی پر بتوفیق تعالیٰ تقریر شروع کر دیتا ہے۔ آپ کی تقریر پند و نصائح کے ساتھ لطائف علمیہ و نکات حکمیہ، معرفت، عبارات، قصص و حکایات سے مملو ہوتی تھیں۔ آپ کو فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ آریہ سماج کے مشہور و معروف مقرر پنڈت رام چندر سے امروہہ میں مناظرہ ہوا اور پنڈت کو لاجواب ہو کر دہلی واپس جانا پڑا۔

تصنیف و تالیف

آپ نے باطل فرقوں کے خلاف بکثرت رسائل تصنیف فرمائے۔ آپ کے زمانۂ قیام مراد آباد میں آریہ سماج مراد آباد کی جانب سے بنام اہل مراد آباد متعدد سوالات شائع کئے گئے تھے۔ مولاناؒ نے ان کے بے مثال جوابی رسائل تحریر فرمائے۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں بھی بہت سے رسائل تحریر فرمائے۔ جو اس وقت خصوصیت کے ساتھ پنجاب و صوبہ سرحد میں بہت مقبول اور پسندیدہ ہوئے

جن میں سے کچھ رسائل بنام " مجموعہ رسائل " مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے طبع ہو چکے ہیں ۔ جس میں درج ذیل رسائل شامل ہیں ۔

فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ ۔ مرزائیوں کو چیلنج مرزائیت کا خاتمہ ۔ مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن ، مرزائیوں سے خدائی مباہلہ ۔ مرزا اور مرزائیوں کو دربار نبوت سے چیلنج قادیان میں قیامت خیز زلزلہ ۔ الابطال الاستدلال الرجال تعلیم الخبیر فی حدیث ابن کثیر ۔ مرزائیوں کے گلے میں لعنت کا طوق ۔ صاعقہ آسمانی بر قادیانی ۔ اس کے علاوہ مولانا کا رسالہ " اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب " بھی ہے ۔ مولانا رد مرزائیت کے سلسلہ میں اپنے رسائل کے متعلق نہایت پر اعتماد لہجہ میں فرماتے ہیں ۔ مسلمانوں کے پاس اگر کفریات مرزا اول الاربعین ، دوسری سبعین یعنی یہی مرزائیت کا جنازہ ، دفع الجاج ، مرزائیت کا خاتمہ ، مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج ۔ صرف یہی رسائل اور اشتہارات ہوں تو بڑے سے بڑا مرزائی بھی خواہ چاہے ایک ادنیٰ مسلمان سے بات نہ کر سکے گا اور ان رسائل میں عام فہم باتیں ہیں جو لاجواب ہیں ۔ اور بفضلہ تعالیٰ لاجواب ہیں ۔ بڑا مایۂ ناز مسئلہ جو مرزائیت کا لب لباب بلکہ تخم اور درخت اور پھل پھول وہی ہے ۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا اور کسی مثیل مسیح کا آنا ۔ عروج اور نزول جسمانی کا محال ہونا یہ بھی اس رسالہ میں بفضلہ تعالیٰ مرزا صاحب کے اقرار سے ایسا ثابت ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جواب نہیں دے سکتے چاہے سب کے سب متفق ہو جائیں اور ہمت ہو تو متفق ہو کر دیکھ لیں ۔ اپنی طرف سے کچھ کہا ہی نہیں ۔ مرزا صاحب کی عبارتیں ہیں اور ان کا مطلب ہے ۔ (مجموعہ رسائل صفحہ ۲۳) مولانا کی تصنیف کا رنگ مناظرانہ ہے ۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند میں آپ کا سوانحی تذکرہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں کیا ہے ۔

" آپ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے اور حضرت تھانویؒ کے ہمعصروں میں سے تھے ۔ ذکی ، طباع اور تیز فہم علماء میں سے تھے ۔ آپ کی تقریر مشہور اور معروف تھی ۔ زبردست مناظر تھے ۔ مبتدعین اور قادیانیوں کو تابہ دروازہ آپ ہی نے پہنچایا ۔ عرصہ دراز تک دربھنگہ اور مراد آباد میں صدارت تدریس کے فرائض انجام دیئے اور آخر میں دارالعلوم کے عہدۂ نظامت تعلیم اور پھر نظامت تبلیغ پر فائز ہوئے ۔ دارالعلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا ۔ آپ کی نمایاں اور غیر معمولی خطابت نے ملک کے گوشہ گوشہ کو مستفیض کیا ۔ آپ کو رد بدعات اور رد قادیانیت سے خاص شغف تھا اور اس سلسلہ میں آپ کی بہت سی قابل قدر تصانیف ہیں جو طبع ہو چکی ہیں ۔

(تاریخ دارالعلوم دیو بند)

وطن واپسی

چونکہ عوارضات ضعف پیری عیاں ہو چکے تھے ۔ اس لئے تقریباً نصف صدی سے زائد اپنے وطن چاندپور سے باہر رہ کر واپس آ گئے اور یہاں صرف ذکر و عبادات اور اوراد میں تاحیات معروف رہے ۔

وفات

دسمبر ۱۹۵۱ء میں آپ کو عشاء کے وضو کے بعد غیر معمولی سردی معلوم ہوئی ۔ کچھ دیر بعد حرارت ہو گئی ۔ آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی ۔ اس کے بعد پھر وہی سردی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حالت غشی پیدا ہو گئی ۔ اس حالت میں بھی زبان متحرک اور مصروف ذکر رہی ۔ کچھ ہوش آنے پر ذکر میں آواز بلند ہو جاتی تھی ۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی حالت رہی ۔ ذکر کے سوا زبان سے کچھ نہیں نکلتا تھا ۔ اس عرصہ میں توجہ الی اللہ کے ساتھ ذکر کرتے رہے ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا ۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

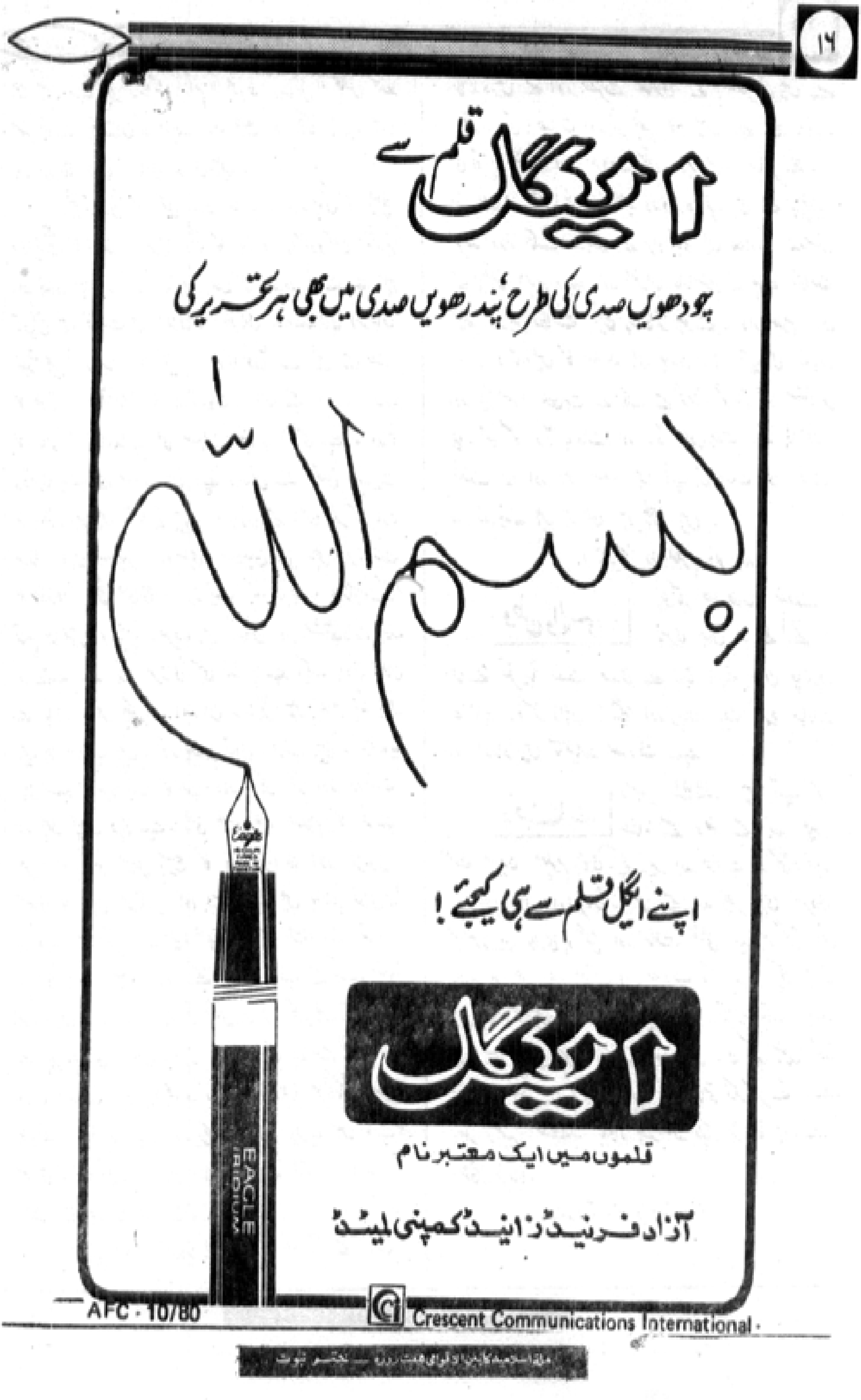

۱۶
ایگل قلم سے
چودھویں صدی کی طرح پندرھویں صدی میں بھی ہر تحریر کی
بسم اللہ
اپنے ایگل قلم سے ہی کیجیے!
ایگل
قلموں میں ایک معتبر نام
آزاد فرینڈز اینڈ کمپنی لمیٹڈ
EAGLE IRIDIUM
AFC - 10/80
Crescent Communications International

قسط نمبر ۲

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلفاء کی خدمات

مولانا ابوالحسن علی ندوی

اسلامی سلطنت کی رہنمائی و نگرانی

مشائخ چشت نے اگرچہ سلاطین وقت سے بے تعلق اور "سرکار، دربار" سے دُور رہنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس کو اپنے پورے سلسلہ کے لئے دائمی اصول بنا دیا تھا۔ لیکن وہ سلاطین وقت کی رہنمائی و نگرانی سے غافل نہیں تھے اور جب کبھی ان کو صحیح مشورہ دیا کسی بہتر انتخاب یا اپنا روحانی اثر استعمال کرنے کا موقع ملتا تو وہ اس زریں موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ہندوستان کی مرکزی سلطنت کے متعدد فرمانروا اور صوبوں کی خود مختار سلطنتوں کے متعدد حکمران ان مشائخ چشت سے عقیدت و محبت کا تعلق رکھتے تھے اور اس تعلق سے بہت سے مفاسد کا ازالہ بہت سے منکرات کا سد باب اور بہت سے احکام شریعت اور عدل گستری اور خلق پروری کا رواج ہوا۔

ہندوستان کے سلاطین میں سلطان فیروز تغلق کو اپنی حسن سیرت، نیک نفسی، رعیت پروری، رحم دلی، امن پسندی، رفاہ عامہ، ازالہ مظالم اور تبلیغ اسلام کے ذوق، مدارس کے قیام وغیرہ میں جو امتیاز و خصوصیت حاصل تھی۔ اس میں مشکل سے ہندوستان کا کوئی دوسرا فرمانروا اس کا سہیم و شریک ہوگا۔ سراج عفیف کی "تاریخ فیروز شاہی" سے اس بادشاہ کے تعمیری کارناموں اور اس کے زمانہ کی خیر و برکت، امن و امان اور سرسبزی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

تاریخ فرشتہ کا مصنف کہتا ہے۔

او بادشاہ بے بود فاضل و عادل و کریم و وہ ایک فاضل، منصف مزاج، شریف حلیم و رعیت و سپاہی از و راضی بودند مہربان، ارحم دل و بردبار بادشاہ تھا،
ہیچ کس در عہد او یارائے ظلم نداشت رعیت اور فوج سب اس سے راضی تھی کسی کو اس کے عہد حکومت میں ظلم کرنے کی مجال نہ تھی۔
(تاریخ فرشتہ (جلد اول) صـ ۲۶۸)

مصنف نے اس کے آئین حکومت کی تین بڑی خصوصیتیں لکھی ہیں، اس نے کسی مسلمان یا ذمی کی سیاست و تعزیر نہیں کی، (تعزیر و تعذیب کے وہ نئے نئے طریقے جو سلاطین سابق نے ایجاد کئے تھے) انعامات، عطیوں اور تالیف قلب کی وجہ سے لوگوں کو سیاست کی ضرورت نہیں رہی۔

(۲) خراج و محاصل کو رعایا کی استطاعت کے مطابق وصول کیا، اضافہ و توفیر کو جو سلاطین ماضی کا دستور تھا، موقوف کیا، رعایا کے بارے میں کسی مفسد کی شکایات کی سماعت نہیں کی، اس کی بدولت ملک آباد اور رعایا مرفہ الحال رہی۔

(۳) حکومت کے عہدوں اور علاقوں کی صوبہ داری پر دیندار و خدا ترس لوگوں کو مامور کیا، کسی فساد انگیز و بدنفس کو عہدہ نہیں دیا۔ "الناس علیٰ دین ملوکھم" کے اصول کے مطابق حکام و امراء اور کارپردازان حکومت نے بھی اس کی پیروی کی۔ (تاریخ فرشتہ (جلد اول) صفحہ ۲۷۱)

لیکن بہت سے لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ فیروز شاہ کی تخت نشینی اور اس کے انتخاب میں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کا خاص ہاتھ تھا اور اس کی فیروز مندی اور کامیابیوں میں ان کی دعاؤں اور توجہات کا بہت بڑا حصہ تھا۔

(تاریخ فرشتہ صـ ۲۵۹ (ج ۱)

سراج عفیف لکھتے ہیں

چوں سلطان محمد دنبال طغی در ٹھٹھہ رفت خدمت شیخ نصیر الدین را برابر خود برد و چوں سلطان محمد ٹھٹھہ نقل کرد و سلطان فیروز شاہ در بادشاہی نشست خدمت شیخ نصیر الدین بر سلطان فیروز شاہ پیغام کردہ کہ با این خلق عدل و انصاف خواہی کرد یا برائے ایں مشتے مسکیناں والی دیگر از اللہ تبارک وتعالیٰ التماس کردہ آید، سلطان فیروز در جواب فرستاد کہ با بندگان خدائے تعالیٰ حلم ورزم و اتفاق کنم چوں جواب خدمت شیخ ایں لفظ شنید بر سلطان فیروز جواب فرستاد اگر با خلق ایں چنیں خلق خواہی کرد، ما ہم برائے تو از اللہ تبارک وتعالیٰ چہل سال ملک خواستہ ایم، عاقبت ہم چناں شد سلطان فیروز تا چہل سال ملک راند (سہ تاریخ فیروز شاہی صـ۳۸)

جب سلطان محمد تغلق ٹھٹھہ ملک طغی کی بغاوت فرو کرنے گیا ہوا تھا، حضرت شیخ نصیر الدین کو اپنے ساتھ لے گیا تھا، سلطان کا جب انتقال ہوا اور سلطان فیروز دربار شاہی میں بیٹھا حضرت شیخ نصیر الدین نے فیروز شاہ کو پیغام بھیجا کہ خدا کی اس مخلوق کے ساتھ تم عدل وانصاف کرو گے یا میں ان مظلوموں کے لئے اللہ سے کوئی دوسرا حاکم مانگوں۔ سلطان فیروز نے جواب دیا کہ "با بندگان خدائے تعالیٰ حلم ورزم و اتفاق کنم"، جب حضرت شیخ نے یہ جواب سنا تو کہلا بھیجا کہ اگر مخلوق کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرو گے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے چالیس سال لئے ہیں، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ سلطان فیروز نے چالیس سال حکومت کی ....

سلطان محمد شاہ بہمنی (۷۵۹، ۷۷۶) کو تمام مشائخ دکن نے بادشاہ تسلیم کر لیا تھا اور اس کے ہاتھ پر حاضرانہ اور غائبانہ بیعت کر لی، لیکن حضرت شیخ برہان الدین غریب کے خلیفہ و جانشین حضرت شیخ زین العابدین (م ۸۰۱ھ) نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ بادشاہ شراب نوشی اور منہیات شرعی کا مرتکب ہے اور فرمایا:۔

سزاوار پادشاہی خلق کسے ہست کہ در حفظ شعار ملت محمدیؐ کوشیدہ سراً و علانیۃً پیرامون مناہی دگر نرود

خلق خدا پر حکومت کرنے کا اہل وہ شخص ہے جو شعائر اسلام کی حفاظت میں کوشش کرے اور خلوت وجلوت کسی حالت میں ممنوعات شرعی کے قریب نہ جائے۔

* * * * *

۷۶۷ھ میں جب سلطان دولت آباد میں فاتحانہ داخل ہوا تو حضرت شیخ کو پیغام بھیجا کہ یا تو آپ میرے دربار میں حاضر ہوں یا میری خلافت کی تحریر اپنے دست خاص کی میرے پاس بھیجیں۔ شیخ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی تقریب سے ایک عالم ایک سید اور ایک ہیجڑا کافروں کے ہاتھ پڑ گئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ تینوں بت خانہ میں جائیں، جو بت کو سجدہ کرے گا اس کی جان بخشی ہو گی اور جو انکار کرے گا وہ قتل کر دیا جائے گا، پہلے عالم کرے گئے، انہوں نے قرآن کی رخصت پر عمل کیا، اور بت کا سجدہ کر کے اپنی جان بچا لی، سید نے عالم کی تقلید کی، جب ہیجڑے کی باری آئی اس نے کہا میری تمام زندگی ناشائستہ کاموں میں گزری، میں نہ عالم ہوں نہ سید کہ ان میں سے کسی فضیلت کی پناہ میں ایسا کام کروں، اس نے قتل ہو جانا منظور کر لیا اور بت کا سجدہ نہیں کیا، میرا قصہ بھی اس ہیجڑے کے قصہ سے مشابہت رکھتا ہے، میں تمہارے ہر قسم کے ظلم کو برداشت کروں گا، لیکن نہ دربار میں حاضر ہوں گا اور نہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ نے بلا توقف اپنی جائے نماز کاندھے پر ڈالی اور شیخ ...... برہان الدین کے مقبرے میں جا کر ان کی قبر کی پائنتی اپنی لاٹھی گاڑ دی اور جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئے اور کہا کہ اب کوئی مرد ہو تو مجھے اپنی جگہ سے ہلائے۔ بادشاہ نے شیخ کی یہ مضبوطی اور استقامت دیکھی تو پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرع کاغذ پر لکھ کر صدر شریف کے ہاتھ بھیجا۔

"من زانی تو ام تو زانی من باش"

(الا ان تتقوا منھم تقاۃ (سورہ آل عمران، رکوع ۳) مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو۔ (۲) صـ۱۵۰

شیخ نے فرمایا کہ اگر سلطان محمد شاہ قانون شریعت کے طریقہ کی حفاظت و ترویج کی کوشش کرے اور ممالک محروسہ سے شراب خانے یکقلم اٹھا دے، اپنے باپ کی سنت پر عمل کرے اور لوگوں کے سامنے شراب نہ پئے، اور قضاۃ و علماء و صدور کو حکم دے کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سعی بلیغ سے کام لیں، تو فقیر زین العابدین سے بڑھ کر بادشاہ کا کوئی دوسرا دوست و خیر خواہ نہ ہو گا۔ نیچے یہ شعر اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔

تا من نروم بجز نکوئی نہ کنم
جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنم
آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند
تا دست رسد بجز نکوئی نہ کنم

(ترجمہ) "جب تک جان میں جان ہے سوائے ا؟۔ ن
اور نیک توفیق کے مجھ سے کچھ سرزد نہ ہوگا۔ جن لوگوں نے
ہمارے ساتھ برائی کی، جب موقع ملے گا ہم ان کے ساتھ سوائے
بھلائی کے کچھ نہ کریں گے"

سلطان محمد شاہ اپنے نام کے ساتھ غازی کا خطاب دیکھ کر بہت خوش ہوا اور فرمان جاری کیا کہ القاب شاہی کے ساتھ اس کا بھی اضافہ کیا جائے، قبل اس کے سلطان کی حضرت شیخ سے ملاقات ہو، سلطان نے مرہٹ واڑہ کی حکومت مسند عالی خان محمد کے حوالہ کی اور خود بدولت گلبرگہ پہنچا اور شراب کی دکانوں کو اپنی پوری حکومت سے ختم کرکے شریعت کی ترویج و اشاعت میں اپنی کوشش مبذول کی، دکن کے چوروں و فسادیوں جو دور دور مشہور تھے۔ اور جنہوں نے رہزنی کو اپنا شیوہ بنایا تھا، ختم کرنے کا انتظام کیا، چھ سات مہینے کے اندر ملک ان سے پاک ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق چھ مہینے کی مدت میں چوروں، رہزنوں کے بیس ہزار سر کاٹ کر اطراف و جوانب سے گلبرگہ میں لائے گئے۔ سلطان اس عرصہ میں حضرت شیخ زین الدین سے برابر خط و کتابت کرتا رہا اور اخلاص و عقیدت کی راہ و رسم بڑھاتا رہا۔ شیخ نے بھی اس کی ہمت افزائی، قدر دانی اور ہدایات اور مشوروں سے دریغ نہیں کیا۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول از صفحہ ۵۸۰ تا صفحہ ۵۹۲، طبع پونا ۱۸۳۲ء) -۱۲

آج کے دور میں

ہر گھر کی ضرورت

چینی کے برتن

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی (پورسلین) کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ — چلنے میں دیرپا

ایک بار آزمائیے

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ ۲۵/بی سائٹ کراچی فون ۲۹۱۴۲۹

S-1-T-E

مسئلہ ختم نبوت

افادات
حضرت مولانا عبدالرحیم
صاحب اشعر مدظلہ

ضبط و ترتیب: علی اصغر چشتی صابری ایم اے ایل ایل بی

ثبوت حوالہ نمبر ۱ ، ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ۔

"والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب و یفیض المال حتّی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابو ھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہٖ و یوم القیمۃ یکونُ علیھم شھیداً"

(صحیح بخاری ص۴۹۰
عسل مصفّی جلد ۱ ص۱۶۴ ط ۱ ۵۹۳
مصنفہ مرزا خدا بخش قادیانی

ثبوت نمبر ۳ (الف)

"مسیح علیہ السلام کے آنے کی پیشگوئی ۔ ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے ۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کیا ہے ۔ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں بیان کی گئیں ہیں ۔ کوئی پیشگوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی ۔ تواتر اس کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے ۔ اور انجیل بھی اس کی مصدق ہے "

(ازالہ اوہام ط ۵ ص۴۳۱ ط لاہوری ص۲۷۹)

(ب) "اور مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی پیشگوئی قرآن شریف میں موجود ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۷۵)

ثبوت حوالہ نمبر ۴

مرزا قادیانی کہتا ہے ۔

"مخبر صادق کے کلام میں کذب جائز نہیں"

(ازالہ اوہام ط ۵ ص۱۰۳)

ثبوت حوالہ نمبر ۵

"بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں"

(ایام الصلح اردو ص۱۸۶ ط قادیان)

ثبوت حوالہ نمبر ۶

مرزا قادیانی کہتا ہے ۔

"والقسم یدلّ علٰی انّ الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ ولا استثناء والّا فای فائدۃ کانت فی ذکر القسم فتدبّر"

(حمامۃ البشریٰ ص۱۵
طبع قادیان ۔ ص۱۴ سطر ۲)

ثبوت حوالہ نمبر ۷

مرزا کہتا ہے۔

(الف) " وما عرفوا ان النزول فرع للصعود " (حمامۃ البشریٰ ص۳۴ طبع قادیان ص۳۲ ط لاہور)

(ب) یاد رہے آسمان سے مسیح علیہ السلام کا اترنا جسم کے ساتھ چڑھنے کی فرع ہے "

ازالہ اوہام ص۱۱۳ ط ۵۔

ثبوت حوالہ نمبر ۸

" سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے " (حاشیہ ط ربوہ ص۳۶۱ حاشیہ براہین ہر چہار حصہ طاول طبع ا ص۳۶۱)

ثبوت حوالہ نمبر ۹

(الف) "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ " یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ حضرت مسیحؑ کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے "

براہین احمدیہ ط اوّل ہر چہار حصہ ص۴۹۸-۴۹۹

(ب) مرزا اپنی کتاب ایام الصلح میں تحریر کرتے ہیں۔

" اس پر اتفاق ہو گیا ہے۔ کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی " (ایام الصلح ص۱۵۵ طبع قادیان)

ثبوت نمبر ۱۰

(الف) " کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح اور تجدید دین تالیف کیا ہے " (اشتہار براہین احمدیہ ملحقہ آئینہ کمالات و سرمہ چشم آریہ)

(ب) سرمہ چشم آریہ کے ص۳ اور ص۴ پر تحریر کرتے ہیں۔

" اور مصنف کو اس بات کا علم بھی دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے "

(ج) " وہ لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے۔ اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے۔ اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کوئی دلیری نہیں کرتے " (ازالہ اوہام طبع پنجم ص۹۳)

(د) " خدا تعالیٰ نے اس احقر العباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے صدہا نشانات آسمانی اور خوارق غیبی مرحمت فرما کر صدہا دلائل عقلیہ، نقلیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر ایک قوم پر ملک میں شائع اور رائج فرمائے۔ اور دلائل و براہین تامہ حجت کے محض اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں۔ وہ امم سابقہ میں سے کسی کو آج تک عطا نہیں فرمائے "

(براہین احمدیہ ہر چہار حصہ طاوّل صفحہ ۵۰۱ اور ۵۰۲)

(ہ) مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔

" ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے۔ اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس کو خاص طور پر بھی الہام نہ ہو۔ تب بھی جو کچھ اس کی زبان سے جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے "

(حقیقۃ الوحی ص۱۶ و آئینہ کمالات ص۲۳۱)

(و) " نیز خدا نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے۔ جو میری کوشش سے نہیں۔ بلکہ شکم مادر ہی میں مجھے عطا کی گئی ہے "

(حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(ز) " نیز حدیث کا منشاء تو یہ ہے۔ کہ وہ مجدد خدا کی طرف

ہوجائے گا یعنی علم لدنیہ آیاتِ سماویہ کے ساتھ اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں تو وہ کون ہے۔"

ازالہ اوہام صفحہ ۶۸ طبع ۵۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل نمبر ۲

"ومکروا ومکر اللہ خیر الماکرین"

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۵۴)

مرزا غلام احمد کہتا ہے۔ "یعنی کافروں نے ایک بد مکر کیا۔ کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے مقابلہ پر ایک نیک مکر کیا۔ کہ وہی نکالنا اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح اور اقبال کا موجب ٹھہرا دیا۔"

چشمہ معرفت صـ ۱۰۸،

نیز مرزا کہتا ہے۔ "شریر لوگوں کے ہلاک کرنے کے لئے جو بد مکروں سے باز نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ کے اس قسم کے کام بھی پائے جاتے ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بد ذات ایک شریف آدمی کے لئے کھودتا ہے۔ خدا اس کے ہاتھ سے اس گڑھے میں اس کو ڈال دیتا ہے۔" چشمہ معرفت صـ ۱۰۸، ۱۰۹،

نوٹ

اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہود کے مکر کو انہی پر ڈال دینے کا اور مسیح علیہ السلام کو بچانے کا اور زندہ اٹھانے کا وعدہ فرمایا۔ اور اس کو بعینہٖ پورا فرمایا۔ باقی یہ بات متعین کرنا باقی ہے۔ کہ تدبیر یہود کیا تھی۔ تو مرزا صاحب اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ "یہودی اس فکر میں تھے کہ آنجناب (مسیح ع) کو بذریعہ صلیب قتل کر دیں گے۔ وہ قتل نہیں کر سکیں گے۔ اور اس خوف سے اللہ تعالیٰ نے مسیح ع کو تسلی بخشی۔ اور ایک عمر جو انسان کے لئے قانونِ قدرت میں ہے وعدہ کیا۔"

حاشیہ تریاق القلوب طبع ۲ صـ ۲۸۳

یہود کی تدبیر بقول مرزا کے مسیح ع کو بذریعہ صلیب قتل کرنا تھی۔ اب خدا وند تعالیٰ نے ان کے مقابل پر اپنا "نیک مکر" اس طرح پر کیا۔ کہ وہی ان کا قصدِ قتل الٹ کر انہیں پر ڈال دیا اور یہود کا ساتھی بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے!

روی عن ابن عباس ان ملک بنی اسرائیل اسمہٗ یہودا..... لما قصد قتل عیسیٰؑ الخ

(تفسیر ابو السعود صـ۲۴ ج۱)

معالم التنزیل میں ہے۔

"امرہٗ جبریل ان یدخل بیتًا فیہ روزنۃ" فرفعہ جبریل من تلک الروزنۃ الی السماء فقال الملک لرجل خبیث منہم یقال لہٗ ططیانوس ادخل علیہ فاقتلہٗ فدخل البیت فلم یری عیسیٰ علیہ السلام فالقی اللہ تعالیٰ شبہ عیسیٰؑ علیہ فخرج لیخبرہم انہ لیس فی البیت فقتلوہٗ وصلبوہٗ ثم قالوا وجہہ یشبہ وجہ عیسیٰؑ و بدنہ یشبہ بدن صاحبنا، فان کان ھذا عیسیٰؑ فاین صاحبنا و ان کان ھذا صاحبنا فاین عیسیٰؑ فوقع بینہم قتال عظیم۔

تفسیر معالم التنزیل صـ۱۶۲ طبع ہند

نیز ملاحظہ ہو۔ تفسیر جلالین

"ومکروا ای کفار بنی اسرائیل بعیسیٰ ابن مریم اذ وکلوا بہ من یقتلہٗ غیلۃ" و مکر اللہ بہم بان القی شبہ عیسیٰ علی من قصد قتلہٗ فقتلوہٗ ورفع عیسیٰؑ الی السماء"

(جلالین علی الحاشیہ طبع ہند صـ۵۲
مصری صـ ۱۴۰)

علامہ جلال الدین السیوطی جنہیں امت قادیانیہ مجدد تسلیم کرتی ہے۔ (احمدیہ پاکٹ بک)

نیز مرزا ازالہ اوہام صـ۲۶ پر لکھتے ہیں۔ "امام شعرانی نے

باقی صفحہ ۶ پر

چرم قربانی

مجلس تحفظ ختم نبوۃ کو دیجئے

مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بحیثیت عالمی تبلیغی ادارہ

محنتی، مخلص، جفاکش مبلغ تبلیغ دین

اور تردید قادیانیت میں مصروف ہیں

اندرون و بیرون ملک لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ حق کی تائید اور باطل کی تردید میں شائع کیے جاتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ قصبات اور دور دراز دیہات میں تعلیم قرآن کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ دار المبلغین کے ذریعے نئے داعیان اسلام تیار کیے جا رہے ہیں

بذریعہ چرم قربانی، صدقات، عطیات مجلس کی امداد فرما کر ثواب کے کام میں شرکت فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳ فون نمبر (۱۶۷۱)

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

مسلم غازی

بیاد

فقیہ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہم سے جدا ہوئے دو سال بیت چکے ہیں۔ ان کی جدوعمل سے بھرپور، ہنگامہ خیز زندگی اور ان کا دلآویز سراپا ایک متحرک فلم کی طرح نگاہوں کے سامنے ہے۔ سنہ ۱۴۰۱ھ میں ماہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے یعنی ایام حج میں وہ عازم بیت اللہ تھے کہ پیغام اجل آپہنچا اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں علماء کی ایک مجلس میں مسئلہ زکوٰۃ پر گفتگو کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ ذیل کی نظم اسی وقت کی یادگار ہے۔ یہ ابھی تک غیر مطبوعہ تھی اور اب ہفت روزہ "ختم نبوت" کے قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔

غازی

وائے حسرت مفتیِ دوراں گذشت — پاک دامن، صاحبِ ایماں گذشت
برلب اُو آمدہ جانِ حزیں — اُو بزیرِ سایۂ قرآں گذشت
عارفِ حق، حاجیِ بیت الحرام — تا بہ خلد از گردشِ دوراں گذشت
قاصدِ باغِ جناں اُو را ربود — آں ہوائے رحمتِ یزداں گذشت
پارسا و زاہد و قدسی صفت — عالمِ دیں، حافظِ قرآں گذشت
ماتم سخت است در بزمِ جہاں — صاحبِ دیں، صاحبِ عرفاں گذشت
مفتیِ محمود، جانِ اہلِ حق! — از زمیں تا گلشنِ رضواں گذشت
ہم نشیں! فی الحال، حالِ دل مپرس — صاحبِ دل، دردرا درماں گذشت

رفت غازی، مفتیِ حق آشنا
بر دلِ ما عالمِ حرماں گذشت